اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 263:

سلسلہ دینی عقائد نمبر: 8

اللہ تعالیٰ
کی صفاتِ متشابہات سے متعلق عقیدہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ متشابہات:

اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن وحدیث میں بعض ایسی صفات بھی ثابت ہیں جو بظاہر مخلوق کے لیے بھی ہیں جیسے ہاتھ کا ہونا، آنکھ کا ہونا، چہرہ کا ہونا، پنڈلی کا ہونا، سننا، بولنا، دیکھنا، اُترنا وغیرہ، ان کو صفاتِ متشابہات کہا جاتا ہے۔ قرآن وسنت میں مذکور چند صفاتِ متشابہات درج ذیل ہیں:

- سورۃ الفتح آیت نمبر 10:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۞

ترجمہ:

"(اے پیغمبر!) جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں درحقیقت وہ اللہ سے بیعت کررہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔" (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ کا ذکر ہے۔

- سورۃ القلم آیت نمبر 42:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۞

ترجمہ:

"جس دن ساق کھول دی جائے گی، اور ان کو سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو یہ سجدہ کر نہیں سکیں گے۔" (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے لیے ساق یعنی پنڈلی کا ذکر ہے۔

- سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 27:

وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۞

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے لیے چہرے کا ذکر ہے، اگرچہ اس کی ذات ہی مراد ہے۔

- سنن الترمذی:

2140- عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ»، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ».

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے انگلیوں کا ذکر ہے۔

- صحیح بخاری:

7405- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: اللهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے لپکنے یعنی دوڑنے کا ذکر ہے۔

صفاتِ متشابہات سے متعلق اِفراط و تفریط پر مبنی نظریات:

اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات سے متعلق افراط و تفریط کا شکار ہو کر امت میں دو طبقات بنے: ایک طبقے نے تو ان صفات کا وہی معنی و مطلب مراد لیا جو کہ مخلوق کے لیے ہے، گویا کہ اس گروہ نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات مخلوق کی صفات ہی کی طرح ہیں، یہ طبقہ **مُشَبِّهَه** یا **مُجَسِّمَه** کہلایا۔ جبکہ دوسرے طبقے نے یہ سمجھا کہ چوں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی مشابہت سے پاک ہے اس لیے اس گروہ نے ان صفات ہی کا انکار کر دیا کہ یہ اللہ کے لیے ثابت ہو ہی نہیں ہو سکتیں، یہ طبقہ **مُعَطِّلَه** کہلایا۔ یہ دونوں طبقات گمراہی کا شکار ہوئے۔ ان کی گمراہی کی وجہ ظاہر ہے کہ قرآن و سنت میں جب ان صفات کا ذکر موجود ہے تو محض عقلی گھوڑے دوڑا کر ان کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟؟ اسی طرح قرآن و سنت سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی بھی نہیں ہے، اس کی حقیقت پانے سے مخلوق عاجز ہے، اس سے مخلوق کے ساتھ مشابہت کی نفی

ہو جاتی ہے تو ان صفات متشابہات سے مخلوق کی مشابہت کیسے ثابت کی جاسکتی ہے؟؟اس حوالے سے اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف اِفراط و تفریط کی ان دو انتہاؤں کے درمیان نہایت ہی معتدل ہے جو کہ حق مذہب ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صفاتِ متشابہات اور اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف:

صفات متشابہات سے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ:

1۔ ہم ایسی تمام صفات اللہ تعالٰی کے لیے ثابت مانتے ہیں اور ان پر ایمان رکھتے ہیں۔

2۔ ایسی صفات پر ایمان لانے کے بعد ہم ان کا معنی و مطلب اور کیفیت نہیں جانتے بلکہ اللہ ہی ان کی حقیقت جانتا ہے، اس لیے ان کا حقیقی مطلب اللہ ہی کے حوالے کرتے ہیں اور ان کا اپنی طرف سے کوئی معنی متعین نہیں کرتے۔

3۔ ان صفات سے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ اللہ نے ان الفاظ سے جو معنی مراد لیے ہیں وہ حق ہیں، ان پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔

4۔ اللہ جسم سے پاک ہے، جسم کے اعضا سے پاک ہے، جسم کے اوصاف جیسے کھانا پینا، چلنا، اترنا، چڑھنا، اٹھنا اور بیٹھنا وغیرہ، اللہ ان سب سے پاک ہے۔

5۔ اللہ تعالٰی کی تمام صفات مخلوق کی صفات سے جُدا اور بالاتر ہیں، اللہ مخلوق کے ساتھ ہر قسم کی مشابہت سے پاک ہے۔

اہل السنۃ کے اس مذہب کو مسلکِ تفویض کہتے ہیں، تفویض کے معنی ہیں: حوالہ کرنا، سپرد کرنا، چوں کہ اس مذہب میں ان صفاتِ متشابہات کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے معنی اور کیفیت اللہ تعالٰی کے حوالے کی جاتی ہے اس لیے اس کو مسلکِ تفویض کہا جاتا ہے، یہی مذہب اہل السنۃ کے متقدمین کا بھی ہے اور متأخرین کا

بھی۔اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ یہی مذہب اہل السنۃ کی دونوں جماعتوں اشاعرہ اور ماتریدیہ کا ہے،البتہ جہاں تک موجودہ سلفی حضرات کا مذہب ہے تو وہ اہل السنۃ سے مختلف ہے جو کہ درست نہیں۔

صفاتِ متشابہات اور اہل السنۃ والجماعۃ کے بعض متأخرین کا مسلک:

صفات متشابہات کے معاملے میں افراط و تفریط کا شکار ہونے والے طبقات کی گمراہیاں جب بڑھیں حتی کہ عام مسلمان ان کی مغالطہ آرائیوں کا شکار ہونے لگے تو اہل السنۃ کے بعض متأخرین نے ان صفات میں تأویل کرتے ہوئے ان کے ایسے مجازی معانی بیان کیے جو عام انسان کے فہم کے زیادہ قریب ہوں اور عرفِ عام پر مبنی ہوں،تاکہ عوام کو گمراہیوں سے بچایا جاسکے۔جیسے:

- یدُ اللہ یعنی اللہ کے ہاتھ کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت، جیسا کہ ہم اپنے عرف میں بھی یہی کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے فلاں کا ہاتھ ہے، حالاں کہ مراد ہاتھ نہیں ہوتا بلکہ اس کی مدد، تائید اور طاقت مراد ہوتی ہے۔
- استواء علی العرش کے معنی ہیں: اقتدار سنبھالنا، فیصلے کرنا، جیسے کہ ہم اپنے عرف میں کہتے ہیں کہ صدرِ مملکت نے صدارت کی کرسی سنبھال لی، یا صدرِ مملکت کرسی نہیں چھوڑ رہے، اب یہاں کرسی ہی مراد نہیں ہوتی، بلکہ اقتدار مراد ہوتا ہے۔
- آسمانِ دنیا تک اللہ کے نزول فرمانے کے معنی ہیں: اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

اس طرح ان صفات متشابہات میں تأویل کی گئی،البتہ یہ بات واضح رہے کہ اہل السنۃ کے متأخرین کے نزدیک یہ ان صفات کے حقیقی معانی نہیں ہیں کیوں کہ وہ تو ہمیں نہیں معلوم بلکہ مجازی معانی ہیں جو کہ عوام کی سہولت کے لیے اپنائی گئی ہیں۔ لیکن محتاط اور افضل مسلک وہی ہے جو کہ ماقبل میں ذکر ہوا کہ ان صفات میں کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے۔

صفات متشابہات سے متعلق چند آیات و عبارات

1۔صفاتِ متشابہات سے متعلق قرآنی تعلیم:

صفاتِ متشابہات سے متعلق اللہ تعالیٰ سورتِ آل عمران آیت نمبر 7 میں فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞

ترجمہ:

”(اے رسول!) وہی اللہ ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے، جس کی کچھ آیتیں تو محکم ہیں جن پر کتاب کی اصل بنیاد ہے اور کچھ دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ اب جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان آیتوں کی تاویلات تلاش کریں، حالانکہ ان آیتوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جن لوگوں کا علم پختہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم اس (مطلب) پر ایمان لاتے ہیں (جو اللہ کو معلوم ہے) سب کچھ ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے، اور نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

2۔اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں:

- سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 11:

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ ؕ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۞

ترجمہ:

”وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے ہیں، اور مویشیوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں۔ اسی ذریعے سے وہ تمہاری نسل چلاتا ہے۔ کوئی چیز اس کے مثل

نہیں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات سنتا، سب کچھ دیکھتا ہے۔" (آسان ترجمہ قرآن)

یہی بات العقیدۃ الطحاویۃ میں بھی ہے:

الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ تَعَالَى: نَقُولُ فِي تَوْحِيدِ اللّٰهِ -مُعْتَقِدِينَ بِتَوْفِيقِ اللّٰهِ- أَنَّ اللّٰهَ وَاحِدٌ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَلَا شَيْءَ مِثْلُهُ.

3۔استواء علی العرش سے متعلق تفسیر ابوالسعود کی عبارت:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الأعراف: 54)

(ثُمَّ استوى عَلَى العرش) أي استوى أمرُه واستولى، وعن أصحابنا: أن الاستواء على العرش صفة لله تعالى بلا كيف، والمعنى: أنه تعالى استوى على العرش على الوجه الذي عناه منزهًا عن الاستقرار والتمكن. والعرشُ: الجسم المحيط بسائر الأجسام، سمي به؛ لارتفاعه أو للتشبيه بسرير الملِك فإن الأمورَ والتدابير تنزِل منه.

وضاحت: مذکورہ تفصیلات متعدد کتبِ عقائد اور کتبِ تفاسیر سے مأخوذ ہیں، جن میں معارف القرآن، صفاتِ متشابہات اور سلفی عقائد از حضرت مفتی عبد الواحد صاحب رحمہ اللہ، عقائد اہل السنۃ والجماعۃ از حضرت مفتی طاہر مسعود صاحب دام ظلہم خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
13شوال المکرم 1441ھ/5جون 2020
03362579499